سیکولر معاشروں میں اسلامی تعلیم : نظری پہلو

مستفیض احمد علوی*

دنیا کے موجودہ سیکولر معاشرے، بنیادی طور پر مذہبی نظریہ زندگی سے بے اعتباری کا عملی مظہر ہیں۔ مذہب کے ساتھ عدم اعتماد کا رشتہ، گذشتہ پانچ صدیوں میں فروغ پایا ہے۔ بحران کا آغاز اسوقت ہوا جب، سولھویں صدی عیسوی کی مغربی نشاۃ ثانیہ حقیقت کا روپ دھار رہی تھی۔ قرون وسطیٰ کے اختتام پر اسلامی تہذیب کے ساتھ تعارف اور یونانی علوم کے احیاء نے، کلیسائی سلطنت روما کو فکری اور عملی لحاظ سے یکسر بدل کر رکھ دیا۔ انداز فکر ہی نہیں بدلا، طرز زندگی بھی تبدیل ہونے لگا۔ سائنسی طرز فکر نے فلسفے کے ساتھ ساتھ، مذہبیات اور دینیات کے لیے بھی نئے چیلنج کھڑے کر دیے۔ علم بالحواس اور علم بالوحی کے درمیان، عدم اعتماد کی خلیج حائل ہوگئی۔ انسانی علم، مادی اور روحانی شعبہ جات کی تقسیم میں پاٹ دیا گیا۔ زندگی کے دو دھارے، دینوی (Religious) اور دنیوی (Secular)، الگ مان لیے گئے؛ مذہبی اور غیر مذہبی زندگی کا یہی نظریہ آج سیکولرزم کہلاتا ہے۔

سیکولرزم (Secularism) کی تاریخ، مغرب میں، یونان سے شروع ہوتی ہے جب پانچویں صدی قبل مسیح میں، سوفسطائی فلاسفہ نے انسانی معاملات کو انسانی سطح پر سوچنے اور آسمان سے زمین پر لانے کی طرف توجہ مبذول کی، اور انسان کو حقیقتوں کی تعیین کا معیار قرار دیا۔(۱) سولھویں صدی عیسوی میں آ کر، یونانی علوم کے احیاء سے، اس فکری بنیاد کو تحریک ملی۔ نشاۃ ثانیہ یا حیات ثانی کی تحریک (Renaissance) میں مذہب عیسائیت کی تعلیمات کو عقلیت (Rationalism) کے کڑے معیارات پر پرکھا گیا۔ عقل و منطق (Reason & Logic) نے فیصلہ دیا کہ مذہب زیادہ سے زیادہ، روحانی دنیا (Spiritual World) میں انسان کی مدد کر سکتا ہے۔ زندگی کے زمینی حقائق (Ground Realities) مذہب کے دائرہ کار میں نہیں آتے۔ انسان کب تک اپنے معاملات کے سلجھاؤ کے لیے آسمان کی طرف دیکھتا رہے؛ حالات تقاضا کرتے ہیں کہ انسانی معاملات کو انسانی سطح پر ہی سوچا جائے، علم وحی کی جگہ عقل انسانی پہ تکیہ کیا جائے۔ یوں دنیوی معاملات کو مذہب سے الگ رکھ کے سوچنے کا رجحان پیدا ہوا، اور سیکولرزم کی سوچ نے ترقی پائی۔ مذہب پسندی (Religiousity) اور انسانیت پسندی (Humanism)، کی دوئی سامنے آ گئی۔

الٰہیات کے جرمن پروفیسر اور مشہور پادری مارٹن لوتھر (Martin Luther:1483-1546)، جو تاریخی تحریک اصلاح مذہب (Reformation) کے بانی تھے، خود، اس دوئی کے محرک بنے، جب انہوں نے عقل (Reason) اور ایمان (Faith) کو الگ کیا اور دوسری طرف، خدا کی دو سلطنتوں کا اصول (Doctrine of Two Kingdoms)

---

*پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ، پاکستان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پیش کر کے عام کیا؛ ایک دینوی (Secular) اور دوسری روحانی سلطنت (Spiritual)۔(۲) یوں انسان کی داخلی دنیا میں قلب وذہن کی تقسیم عمل میں آئی اور خارجی دنیا میں مادی وروحانی کے دائرے الگ ہو گئے۔

مغرب میں جدید فلسفے کا بانی، رینے ڈیکارٹ (Rene Descartes:1596-1650)، تصور خدا کو، نظام کائنات کا ایک منطقی لازمہ اور ضرورت (Logical Necessity) مانتا تھا۔ گلیلیو (Galileo:1564-1642)، کپلر (Kepler:1571-1630) اور نیوٹن (Newton:1642-1726) مذہب کو انسان کا روحانی آسرا مانتے تھے(۳) مگر عقلیت (Rationalism) اور منطقیت (Logicism) کے جنون نے، ان کو ایسی راہ پہ ڈال دیا جس نے الہامی راہنمائی کو انسانی معاملات سے بے دخل کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ سترہویں صدی کے دور عقلیت (Age of Reason) اور روشن خیالی کی تحریک (Enlightenment) نے خدا اور مذہب کے بارے میں پہلے تشکیک (Skepticism) اور پھر انکار کے رویے، دہریت (Atheism) کو ہوا دی۔

والٹیئر (Voltaire:1694-1778) اور ہیوم (Hume:1711-1776) مذہب اور بائبل کی صداقت ماننے سے منحرف ہوئے (۴) اور عوام کے اذہان میں تشکیک پیدا کرنے کی مہم کے اولین محرک بنے تو نطشے (Nietzshe:1844-1900) اور فیورباخ (Feuerbach:1804-1872) خدا اور مذہب کو ایک زندہ قوت ماننے سے ہی منکر ہو گئے۔ کارل مارکس (Karl Marx:1818-1883) جیسے مفکرین نے خود، خدا کو انسانی تخلیق قرار دے دیا۔ رہی سہی کسر سگمنڈ فرائڈ (Sigmund Freud: 1856-1939) نے پوری کر دی جب اس نے مذہبی علم وحکمت کو نفسیاتی فریب قرار دے دیا۔(۵)

سائنس اور فلسفے کے ان رقیق حملوں کے مقابلے میں مذہب کا دفاع کرنے کی سکت، مسیحیت کے بزرجمہروں میں نہیں تھی، لہٰذا عقلی استدلال کی قوت کے سامنے کیتھولک عیسائیت پسپا ہونے پر مجبور ہو گئی اور سیکولر اعتقاد حاوی ہو گیا۔

پروفیسر گرائم سمتھ (Graem Smith) نے لکھا ہے:

> Secularism emerged in conjuction with modern society..... Christianity declined because it could not survive modern life....the emergence and development of secularism occured because it was intellectually superior to Christianity and so convinced more people of its truth. In particular, science was able to marginalize Christian theology as an explanation for the way in which the world functioned.(6)

یوں مذہب کے انسان کی اجتماعی زندگی میں کسی کردار کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا اور اسے فرد کا نجی معاملہ قرار دے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کر محدود کر دیا گیا:

The arrival of reason and science push religion out of the public square and into the realm of private opinion. (7)

بیسویں صدی کے آغاز میں منظر عام پر آنے والی، برطانوی دانشور جارج جیکب ہولیوک (George Jacob Holyoake:1817-1906) کی کتاب The English Secularism: a confession of Faith، جب ۱۸۹۶ء میں اوپن کورٹ پبلشینگ کمپنی، شکاگو سے شائع ہوئی تو انگریزی زبان میں سیکولرازم کی اصطلاح عام ہونا شروع ہوئی۔ سیکولرزم کی نظریاتی تحریک کا نہ صرف یہ نقطہء آغاز تھا بلکہ اس تحریک کے فکری پس منظر کا انگریزی زبان میں، پہلی دفعہ، دوٹوک اور واضح اظہار تھا۔ پبلشر نے مقدمے میں لکھا:

Secularism espouses the cause of the world versus Theology; of the secular and temporal versus sacred and ecclesiastical. Secularism claims that religion ought never to be anything but a private affair,.....Secularism divides life into what is secular and what is religious and would consign all matters of religion to sphere of private interests.(8)

اسی طرح کتاب کے مصنف، سیکولر تعلیم کے بارے لکھتے ہیں:

Secular instruction is known by the sign of separateness. It means knowledge given apart from Theology. Secular instruction comprises a set of rules for guidance of industry, coomerce, science, and art. Secular teaching is distanct from Theology as a poem from a sermon. (9)

ان کے بیان کے مطابق ایک سیکولر معاشرے یا ریاست میں مذہب بطور کسی نظریہ حیات کے، یا کائنات کی ایک توجیہ کے، کسی طور پر نہیں پڑھایا جائے گا بلکہ ایک دیگر مضمون کے طور پر پڑھایا جائے جیسے سیاسیات، معاشیات وغیرہ۔ لہٰذا ہولیوک نے لکھا ہے:

Secular instructions implies that the proper business of the school-teacher is to impart a knowledge of the duties of this world, and the proper business of Chapel and Church is explain the duties relevant to another world, which can only be done in a second-hand way by the school teacher. (10)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس نظریاتی پس منظر کے ساتھ ساتھ، مذہب اور ریاست کی کشمکش جو قرون وسطیٰ کی سب سے اہم یادگار ہے، مغرب کے موجودہ نظریہ تعلیم کی بنیاد بنی۔ نشاۃ ثانیہ کے زیر اثر مغربی معاشروں میں دنیا اور آخرت کی دوئی، جسم اور روح کی تقسیم، اور دین و سیاست کی تفریق نمایاں ہو کر سامنے آئی۔ سیکولرزم کی سیاسی تحریک نے، نوآبادیاتی دور (Colonial Period) میں اقوام مشرق کو اپنی لپیٹ میں لیا، جب مغربی اقوام نے دنیا کے اکثر ممالک پر معاشی اور سیاسی اجارہ داری قائم کرنا شروع کر دی۔ خاص طور پر اسلامی معاشروں کی حکمرانی برطانوی تاج کے زیر اثر آتی چلی گئی۔ گذشتہ صدی کے آغاز تک آدھی سے زیادہ دنیا برطانوی راج کی باج گذار بن چکی تھی۔ دوسری جنگ عظیم نے پانسا پلٹا؛ نوآبادیاتی غلبے کے خلاف ایک ردعمل کی شروعات ہوئیں۔ تاہم، بیسویں صدی کے نصف آخر میں سیاسی اور علاقائی آزادی حاصل ہو جانے کے بعد بھی، آج تک، مسلم معاشرے مغربی فلسفہ حیات کے زیر اثر ہیں۔ لہٰذا مابعد نوآبادیاتی دور (Post-colonial Period) میں بھی مسلم معاشرے عملاً نیم سیکولر معاشرے ہیں۔

دور جدید کے اسلامی معاشرے دوہرے چیلنج سے نبرد آزما ہیں۔ ایک طرف تو نئی نسلیں حقیقی قرآنی علمیات سے محروم ہیں۔ دوسری جانب دنیا کا جدید تعلیمی نظام سیکولر بنیادوں پر استوار ہے، جو بطور خاص اسلامی معاشروں میں ایک منتشر الاعتقاد اذہان کی آبیاری کر رہا ہے۔ ان کا ایمان الگ، شعور الگ اور تعمیر شخصیت کے پیمانے الگ بنیادوں پر کھڑے ہیں۔

کسی بھی انسانی اجتماعیت کی کامیابی کی ضمانت ایک منظم نظام تعلیم ہوتا ہے جو افراد معاشرہ کو ایسی تعلیم فراہم کرے جو ایک طرف ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی آبیاری کرے اور دوسری جانب انکی تربیت اس انداز سے کرے کہ وہ معاشرے کے مفید اور کارآمد شہری بن جائیں۔ وہ ایک طرف ایسے معاشرے کی داغ بیل ڈالنے کے قابل ہوں جس پر وہ بعد ازاں فخر کر سکیں اور دوسری جانب وہ ایسے اعلیٰ اخلاق سے مزین ہوں کہ آنے والی نسلیں ان سے خوشحال اور خوشگوار زندگی گذارنے کے سبق سیکھ سکیں۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ تعلیم و تربیت کا ایسا مثالی نظام تعلیم اسی وقت ممکن ہے جب کہ معاشرہ ایک طرف زندگی گذارنے کے الٰہی ضابطے کی پیروی قبول کر لے اور دوسری طرف زمانے کے بدلتے تقاضوں سے نمٹنے کا فن سیکھ لے۔

ایسا ہی معاشرہ تخلیق کیا تھا نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عرب کی سرزمین پر۔۔۔ جو رہتی دنیا تک کے لیے الٰہی ضابطہ حیات قبول کرنے والے انسانوں کے لیے مثالی نمونہ ٹھہرا۔ غیر معمولی انسانوں کی ایسی کھیپ تیار ہو گئی کہ عربوں سے پہلے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (۱۱) آپ ﷺ نے قرآن حکیم کو بنیاد بنا کر علم وحی کی روشنی میں تعلیم و تعلم کی بنیاد رکھی جو زمانے کی تقاضوں اور حقیقتوں کے جلو میں انسانی تہذیب کے اصولوں سے مزین تھی۔ تقریباً ایک صدی میں اس نظام تعلیم نے عربوں کو تہذیب کا امام بنا دیا تھا، اور یہ اسی وقت ممکن ہوا جب انسانی معاشرے کی تعلیم کو الہامی تعلیم کے ساتھ منسلک کر دیا گیا تھا۔

قرآن حکیم کے مطابق ازل سے انسان کی ابتدائی تعلیم الہامی رہی ہے:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

﴿وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا﴾ (۱۲)

''اور نفسِ انسانی کی قسم اور اس ذات کی جس نے اسے ہموار کیا، پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔''

اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ پہلا ترقی یافتہ انسان آدم، اسی فطری تعلیم سمیت، کائنات میں جلوہ گر ہوا، اور اس کی تورسمی تعلیم (Formal Education) بھی براہ راست الٰہی تربیت سے آراستہ تھی، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:

﴿وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ...... ، عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ﴾ (۱۳)

''آدم کو سب نام سکھا دیے۔۔ (اور انسان کو وہ علم دے دیا جسے وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔''

قرآن الہامی کتابوں میں سب سے جدید کتاب (۶۱۰۔۶۳۲ء) ہے، تیرھویں صدی قبل مسیح کی (بائیبل) تورات کے باب پیدائش: ۲۔۳ میں بھی یہی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ پہلے انسان کی تعلیم الہامی تھی اور آدم کو شجر علم کی طرف اشارہ کر کے زندگی کی کامیابی کا راز یعنی خوب وزشت (Good and Evil) کے شعور سے آراستہ کیا گیا تھا۔ قدیم ترین (۳۰۰۰ ق م) انسانی تہذیب، میسو پوٹیمیا (مشرق وسطیٰ) کی علامتی تحریریں (Proto Type) ہوں یا سمیری متن ابو سلابیخ (۲۶۰۰ ق م) کے حمد یہ اشعار (Hymns)۔ پرانے چینی تمدن (۲۰۰۰ ق م) کی الواح ہوں (Clay Tablets)(۱۴) یا ھندومت کی مقدس کتابیں وید (Vedas) (۱۵۰۰ ق م)۔۔۔ انسانی زندگی سے متعلق قدیم سے قدیم دستاویزی ثبوت، اس گواہی سے خالی نہیں کہ انسانی عظمت اور معراج کا راستہ ہمیشہ الہامی تعلیم کی راہنمائی میں طے ہوتا ہے۔

قرآن پاک کی پہلی وحی (سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات) اقـراء (یعنی پڑھنے کے حکم) سے شروع ہوتی ہے اور عَـلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ (انسان کو وہ علم عطا کیا گیا جو اس کے پاس نہیں تھا) پہ ختم ہوتی ہے۔ سورۃ البقرہ میں، کائنات میں پہلے انسان اور نبی، آدمؑ کی فوقیت و برتری کی بنیاد ان کے علم کو قرار دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو ربّ زدنـــی عـلـمـاً (اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما) کی دعا سکھائی ہے۔ علم کی اسی فضیلت کے پیش نظر، اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے حصول علم کو فرض قرار دیا۔ نبی آخرالزماںؐ نے جہاں انسانیت کو دین اسلام کے ذریعے سے جاہلیت کی تاریکی سے نکالا وہاں تعلیم کے ذریعے سے معاشرے کو جہالت کے اندھیروں سے پاک کیا:

﴿يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾ (۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے ریاست مدینہ کے ارتقاء میں، تعلیمی منصوبہ بندی کی طرف بھر پور توجہ دی اور ذاتی طور پر آپ اس کی نگرانی فرماتے رہے۔ مسجد نبوی کے صحن سے ایک اقامتی درس گاہ (صفّہ) سے تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کیا گیا اور خواتین کی تعلیم پر آپ ﷺ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے معلمین اور علماء کو معاشرے میں عزت و تکریم کا اعلیٰ مقام

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عطا کیا حتی کہ انہیں انبیاء کا وارث قرار دے کر ان کے سماجی مقام کا تعین کیا۔ آپ نے معلمین و مدرسین کو طلبہ پر سختی سے احتراز کرنے اور لوگوں کے فہم کے مطابق ان کو بات سمجھانے کی ہدایت فرمائی اور یوں اساتذہ کی تربیت اور راہنمائی کے پہلو کو بھی نظر انداز نہ کیا۔

جدید دور کی فلاحی اسلامی ریاست، نظام تعلیم کی بنیاد پر ہی منفرد اور مثالی مقام حاصل کر سکتی ہے۔ روایت (Tradition) اور جدیدیت (Modernity) کا مرقع ایسا نظام تعلیم جو اپنے مقاصد، اپنے فلسفہ اور طریق تعلیم کے لحاظ سے منفرد ہو، جو اپنے نصابات، اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے ایسے معیار سے آشنا ہو جو دین و دنیا کو بھی یکجا کریں اور دنیا و آخرت کی فلاح کے ساتھ عصری تقاضوں کو ہم آہنگ کر سکیں، ایسے ہی نظام تعلیم کی ضرورت آج کی فلاحی اسلامی ریاست کو ہے۔ ایسی تعلیم جو معاشرے کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کے اجالے میں لے آئے اور جدید جاہلیت کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کے نور سے آشنا کر دے۔ ایسا نظام تعلیم نبی آخر الزماں ﷺ کی سیرت مطہرہ کی روشنی میں ہی ترتیب دینا ممکن ہے۔

انسان کی جدید تاریخ یہ بتاتی ہے کہ سماجی زندگی میں ارتقاء کے ساتھ ساتھ، ریاستی نظام نے پیچیدہ صورتحال اختیار کر لی ہے۔ سیدھی سادی روایات پر مبنی انسانی تمدن نے، ایک مشینی معاشرے کا روپ دھار لیا ہے۔ فرد معاشرہ اور ریاست کے درمیان تعلق بھی پیچیدہ ہو گیا ہے۔ جدید ریاست افراد معاشرہ کو سہولیات زندگی فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ذاتی زندگی میں بھی دخیل ہو گئی ہے۔ انسان کے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے پتھر کے صنم نے سماجی بھگوان کا روپ دھار لیا ہے۔ مغرب کی جدید سیاسی فکر کے بانی اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے انگریز مفکر تھامس ہابز (Thomas Hobbes: 1588 - 1679) نے اپنے مثالی ریاست کے تصور میں اسے 'طاقت سے مخمور دیو' (Leviathan) قرار دیا۔ (۱۶)۔ تو بیسویں صدی کے سیاسی مفکرین کی ایک جماعت نے ریاست کو ایک استحصالی ادارہ اور 'ناگزیر برائی' (Necessary Evil) قرار دیا۔ (۱۷) جدید ریاست پر اس تنقید کے مقابلے میں مغربی معاشروں میں فلاحی ریاست (Welfare State) کا تصور ابھرا جس کے مطابق ریاست کے ادارے کو افراد معاشرہ کی بھلائی اور خوشحالی کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ یہ تصور زیادہ تر دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں سے نمٹنے کے لیے ریاست کی تعمیر نو اور اصلاح کے معنوں میں استعمال ہوا۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مقالہ نگار لکھتے ہیں:

> In the 20th century, concepts of state ranged from anarchism, in which the state was deemed unnecessary and even harmful in that it operated by some form of coercion, to the welfare state, inwhich the government was held to be responsible for the survival of its members, guaranteeing subsistence to those

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

lacking it......In its more thoroughgoing form the welfare state provides state aid for the individual in almost all phases of his life—"from the cradle to the grave"—(18).

گویا مغرب میں ریاست کا ایک فلاحی ادارہ ہونا بیسویں صدی میں مانا گیا جب کہ اسلام میں انسانی اجتماعیت کی بنیاد ہی فلاح کا تصور ہے، جس کی بنیاد پر نبی آخرالزماں ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی۔ قرآن مجید میں فلاح کا لفظ انسان کی ایسی کامیابی کے لیے استعمال کیا گیا ہے جو نا صرف زندگی کے پہلے حصے یعنی دنیوی زندگی سے متعلق ہو بلکہ زندگی کے دوسرے حصے یعنی آخرت کی کامیابی کو بھی محیط ہو۔ مثلاً قرآن میں آتا ہے:

﴿قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (۱۹)

فلاح کے اسی مفہوم کی وضاحت امام راغب اصفہانی نے یوں کی ہے:

والفلاح الظفر و ادراک بغية، و ذٰلک ضربان : دنيوی و اخروی، فالدنيوی الظفر بالسعادات التی تطيب بها حياة الدنيا و هو البقاء و الغنى و العز....وفلاح اخروی و ذٰلک اربعة اشياء: بقاء بلا فناء، وغنى بلا فقر، وعز بلا ذل، وعلم بلا جهل .(۲۰)

فلاح کے اس جامع تصور کو سامنے رکھیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اسلامی فلاحی ریاست ایسی ریاست ہوگی جو افرادِ معاشرہ کی دنیوی اور اخروی زندگی کی کامیابی کے لیے کوشاں ہو جیسے کہ قرآن حکیم میں انسان کو اسی دعا کی ترغیب دی گئی ہے کہ: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (۲۱) نبی پاک ﷺ نے مدینہ میں اسلامی فلاحی ریاست، فلاح کے اس قرآنی تصور کو سامنے رکھ کر قائم کی اور خلافت راشدہ کی صورت میں اس ریاست نے ارتقاء اور تسلسل قائم رکھا اور آج تک مسلمان ریاست مدینہ جیسی فلاحی ریاست کا خواب دیکھتے آئے ہیں۔ لہٰذا، مسلم مفکرین سیاسیات نے بھی اسلامی ریاست وحکومت کے قیام کو اسی فلاح کے نظریے کے ساتھ نہ صرف منسلک قرار دیا بلکہ ایسی ریاست کے قیام کو مسلمانوں اور عوام الناس کی خوشحالی کے لیے لازم قرار دیا ہے۔ مثلاً فارابی نے ایسے مثالی تمدن کو 'المدينة الفاضلة' کا نام دیا، جس کا مقصد حصول سعادت ہو۔ الماوردی نے امامت کی تعریف میں لکھا کہ یہ حراسة الدين و سياسة الدنيا کے لیے قائم ہوتی ہے۔ (۲۲)

لہٰذا مسلم معاشروں کے سامنے پہلا چیلنج تو یہ ہے کہ تاریخ اسلام کی روشنی میں وہ حقیقی اسلامی تہذیب تشکیل دیں۔ اس تشکیل نو میں تعلیم وتعلم کی قرآنی بنیادیں استوار کریں۔ فکری نشاۃ ثانیہ کی جدوجہد میں لگ جائیں اور موجودہ مسلم ریاستوں کو اسلامی تعلیم کے ماڈل اور ماڈیولز (Models and Modules) سے مزین کریں۔ نئے تعلیمی اداروں (Educational Institutes) سے زیادہ ضروری ہے نیا تعلیمی تجربہ (New Educational

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(Experiment)۔جو عصر حاضر کی آفاقی دنیا(Global World)اور تکثیری معاشروں (Pluralistic Societies) کے تقاضوں کے مطابق اسلامی تعلیم سے انسانیت کو فیضیاب کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ایک اسلامی تعلیم اور تہذیب ہی سیکولر معاشرے کے ثقافتی اثرات سے مسلم ذہنوں کو محفوظ رکھ سکتی ہے اور دوسری طرف خود اس غالب تمدن کے تعلیمی رجحانات کا رخ تبدیل کر سکتی ہے۔ نئے نظام تعلیم کا تجربہ ہی مغربی سیکولر تعلیم کو روحانی، اخلاقی اور فطری حوالوں سے معراج انسانیت سے روشناس کرواسکتا ہے۔ یہ تعلیمی تجربہ ان مسلم آبادیوں کو بھی کرنا پڑے گا جو کسی سیکولر ریاست کا حصہ ہیں اور ان مسلم معاشروں کی بھی بنیادی ضرورت ہے جو اسلامی ریاست کی تعمیر و تشکیل کے متمنی ہیں۔

افراد معاشرہ کی تعلیم کے سلسلہ میں کسی بھی ریاست اور مہذب معاشرے کے ذمے تعلیم کے دو حصے (Two Parts of Education)ہوتے ہیں؛ رسمی تعلیم اور غیر رسمی تعلیم (Formal & Non-formal Education)۔۔۔رسمی تعلیم کا اہتمام ایک منظّم معاشرے میں ایک مربوط نظام کا متقاضی ہے جو مخصوص نصابات کی بنیاد پر، تربیت یافتہ اساتذہ کے ہاتھوں، معیاری تعلیمی اداروں کے ایک وسیع سلسلے کے ذریعے تکمیل پاتا ہے۔غیر رسمی تعلیم ایک مستحکم معاشرتی روایت کا تقاضا کرتی ہے جو شہریوں کو ایسا ماحول مہیا کرے جس میں وہ آزادی اور حقیقی مساوات کے زیر سایہ تربیت پائیں تاکہ وہ خوشگوار معاشرے کے صحت مند شہری بن سکیں۔اس تربیتی عمل میں فلاحی معاشرے کے سارے سماجی اور معاشرتی ادارے حصہ لیتے ہیں؛ خصوصاً مذہبی، ثقافتی، سیاسی ادارے اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور آج کل کے دور میں ذرائع نقل و حمل اور ذرائع ابلاغ کا کردار سب سے نمایاں ہوگیا ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو مدنی معاشرے کو منظّم کرنے والے نبی خاتمؐ نے ان سارے اداروں کو ایسے ترتیب دیا تھا کہ رسمی اور غیر رسمی تعلیم مثالی انسان پیدا کرنے میں کامیاب ہونے لگی۔عرب کے بدو نئی تہذیب کے علمبردار ہو گئے جو اپنے قول و عمل سے عالم انسانیت کو فتح کرتے چلے گئے۔آپؐ نے ریاست کی بنیاد امن و صلح پر رکھی، آئین و دستور کی بالادستی کے ذریعے اس کی آبیاری کی اور عدل و انصاف کے قیام کے ذریعے افراد اور اداروں کے رویوں کو اعتدال بخشا۔عائلی نظام کی تطہیر، ثقافتی روایت میں انقلاب، معاشی خوشحالی کی حکمت عملی، معاشرتی روایت میں حرام و حلال کی تعیین، اور امر بالمعروف کے ذریعے اس سب کچھ کی نگرانی نے ایک نیا معاشرہ تخلیق کر دیا، گویا ایک اسلامی فلاحی ریاست کو یہ ساری ذمہ داریاں سنبھالنا پڑیں گی تب جا کے رسمی اور غیر رسمی تعلیم کا قبلہ درست ہوگا۔

رسمی اور غیر رسمی تعلیم کے دو پہلو (Two Aspects of Education) بہت اہم ہیں؛ نظری تعلیم (Theoretical Education)اور اور فنی تعلیم(Technical Education)۔ایک پہلو ذہن سازی اور دوسرا عملی تربیت کا ہے، خاص طور جب کوئی اپنی تعلیمی قابلیت کے ذریعے روزگار بھی کمانا چاہے تو اس کے لیے علم اور فن دونوں کی آگہی، مشق، مہارت، اور تجربہ بہت ضروری ہے۔ پھر ان کا اپنے ماحول کے مطابق زمانے کے تقاضوں کے تحت موزوں ہونا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بھی ضروری ہے۔ اس پہلو سے بھی سیرت نبیؐ کا مکی دور اور مدنی دور دونوں کا مطالعہ مکمل راہنمائی کرتا ہے۔

قرآن مجید کی مکی سورتوں کے مضامین کا جائزہ لیں اور مدنی سورتوں کی تعلیمات پر غور کریں تو واضح ہوگا کہ عقائد و نظریات کی تعلیم بھی دی گئی اور معاشرت، سیاست اور راہنمائی کا فن بھی آپؐ نے، قرآن کو نصاب تدریس بنا کر پوری قوم کو عطا کیا۔ انفرادی سطح پر بھی آپ نے اپنے پیروکاروں شخصیت کی تعمیر سے لے کر فکری بلندی کے سبق پڑھائے اور عملی میدان میں روزگار کمانے سے لے کر اپنے دفاع کے لیے پہلوانی اور جنگی حکمت عملی کے فنون سے افراد معاشرہ کو مالا مال کر دیا۔ اسلامی فلاحی ریاست جدید دور میں سیرۃ مصطفیٰؐ سے یہ نور بھی حاصل کر کے مثالی ریاست بن سکتی ہے۔

کسی بھی ریاست کے لیے تعلیم کے پانچ درجات (Five Stages) کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم (Primary, Intermediate & Higher) کے ساتھ ساتھ تعلیم نسواں اور تعلیم بالغاں (Women & Adult Education)۔ ہر درجے کے اپنے تقاضے ہیں اور اپنے منفرد آداب۔ نبی کریمؐ کے مکتب ان تمام تقاضوں کا اہتمام بغیر کسی پیچیدگی کے کارگر نظر آتا ہے۔ یہاں بچے، جوان، بوڑھے اور خواتین سب کی تعلیم کا ان کے مخصوص تقاضوں کے تحت چل رہی تھی۔ علیؓ شیر خدا ہوں یا ابوبکر صدیقؓ، خدیجۃ الکبریٰؓ ہوں یا عائشہ صدیقہؓ۔۔۔۔ تعلیمی عمل کے سارے درجات اور ضرورتوں کا بیک وقت اہتمام تھا۔ آج کی اسلامی فلاحی ریاست کے لیے یہ سنہرا تجربہ بھی موجود ہے، جس سے پانچ درجاتی عمل تعلیم کے اصول اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

تعلیمی نظام کا کوئی بھی پہلو، زاویہ یا درجہ، دراصل ایک بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور وہ ہے فلسفہء تعلیم (Philosophy of Education)۔ گویا شجرہ تعلیم ایک بیج سے نمودار ہوتا ہے جس کی طبیعت، فطرت اور صحت پر پورے نظام تعلیم کا مدار قائم ہے۔ تعلیم اگر علم کی توسیع اور ترویج کا عمل ہے تو بنیادی سوال یہ سامنے آتا ہے کہ مطلوب علم کی حقیقت اور نوعیت کیا ہے؟ اس علم کا ماخذ و مصدر کیا ہے؟ انسان کے ذرائع علم کیا ہیں؟ اور وہ مقاصد کیا ہیں جن کے تحت ترویج علم کا عمل کیا جائے گا؟ انہی سوالوں کا مربوط جواب فلسفہ تعلیم کہلائے گا اور اسی فلسفہ تعلیم کی روشنی میں مقاصد تعلیم (Objectives of Education) ترتیب دیے جائیں گے اور انہی مقاصد کی بنیاد پر طریق تعلیم (Methods of Education) کا فیصلہ موقوف ہوگا۔ اسی فلسفہ کی مطابقت میں تعلیم کے گلشن کا باغبان یعنی معلم (Teacher) اور استاد تیار کیا جائے گا اور اسی فلسفے کی روشنی میں تعلیم کے باغ کی کیاریاں یعنی نصابات (Syllabi & Courses) بنائے جائیں گے اور اسی فکر و فلسفہ کے سائے میں تعلیم کے گلستاں کے پھول یعنی متعلم (Student & Learner) اور طالب علم کی نشوونما ہوگی۔

اگر جان لاک (John Locke) یہ سمجھے کہ تعلیم کا مقصد ایک صحت مند بدن میں صحت مند ذہن (Healthy mind in a healthy body) پیدا کرنا ہے، روسو (Rousseau) کہے کہ تعلیم انسان کی فطری قوتوں کو بڑھانے (Growth of natural abilities) کا ذریعہ ہے، یا فرانسس بیکن (Francis Bacon) کہے کہ تعلیم دینا طاقت

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دینے (Empowerment) کے مساوی ہے، آدم سمتھ (Adam Smith) کہے کہ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو پیداوار میں اضافے کا باعث ہو(Education for production)، اور کامینیئس (Comenius) کہے کہ تعلیمی ادارہ اور کارخانہ ایک ہی کام کرتے ہیں، اور وہ ہے مشینی معاشروں کے کل پرزے(Human Instruments) بنانا اور ڈاروِن (Darwin) سمجھے کہ تعلیم کا مقصد نئی نسل کو حالات کے مقابلے(Survival of the fittest) کے لیے تیار کرنا ہے(۲۳)۔۔۔۔

تو اس فلسفہ تعلیم اور مقصد تعلیم کے یہ اثرات ہوں گے کہ معاشرے کو ایک مارکیٹ(Market) سمجھا جائے گا، جہاں تعلیم ایک خدمت اور قابل خرید ضروریہ زندگی (Comodity) ہوگی، جس کی صنعت (Industry) جابہ جا لگی ہوگی، پیش کار اور صارف (Producers and Cutomers) کے مفادات کی جنگ کا سماں ہوگا، افراد معاشرہ خریدار اور مشتری کے طور پر ہوں گے، مفاد کی پوجا اور ہوس کے مقابلے (Compitition) میں ہر وقت شامل رہیں گے، تعلیم کا حصول برائے روزگار (Education for Employment) ہوگا، اور تعلیم کا حاصل ہو جانا ایک طاقت (Tool of Pwer) کا حاصل ہونا سمجھا جائے گا، جس سے کوئی فرد یا قوم دوسروں کو نیچا دکھانے کا کام کرے گی اور علم کی طاقت افراد اور قوموں پر غلبہ (Domination) پانے کے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال ہوگی۔۔۔۔ بقول اقبال:

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت۔ پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات
بیکاری و عریانی موے خواری وافلاس۔ کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات؟
وہ قوم، کہ فیضان سماوی سے ہو محروم ۔ حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت۔ احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات (۲۴)

تاریخ انسانی کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ انسان نے آج تک چار ذرائع علم پر زیادہ انحصار رکھا ہے: ا۔ حواس (Senses) ب۔ عقل (Reason) ج۔ وجدان (Intuition) د۔ وحی(Revelation) قرآن کریم ان چاروں ذرائع علم کی اہمیت بتاتا ہے اور ان کے استعمال کو اپنے اپنے مخصوص دائرے میں استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے؛ اس حقیقت کے بیان کے ساتھ علم وحی کو دیگر ذرائع علم پر برتری حاصل ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق: اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ ذرائع علم ایک نعمت کے طور پر عطا کیے ہیں تاکہ انسان ان سے فیضیاب ہو اور اللہ کا شکر ادا کرے: **وجعل لکم السمع والابصار ولافئدہ لعلکم تشکرون** ۰ رب کائنات نے جا بجا ایسی نشانیاں پھیلا دی ہیں کہ انسان تذکر، تفکر، تدبر اور تعقل کے مراحل سے گذر کر اپنی بصیرت اور بصارت کی آبیاری اور نشوونما کرسکتا ہے: **کذلک یبین اللہ لکم الآیات لعلکم تعقلون** تاہم ان وسائل تعقل وتفقہ کے مخصوص دائرہ ہائے کار ہیں: **لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار** لہٰذا انسانی ذرائع علم کو ہر لحہ یہ ضرورت ہے کہ ان کی راہنمائی علم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

خداوندی کے ذریعے ہوتی رہے تاکہ وہ علم کے ساتھ ساتھ ایمان وعمل سے بھی مستفیض ہوتے رہیں: وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ یَهۡدِ قَلۡبَهٗ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ(۲۵)

علم وحی کی اس فوقیت کی وجہ یہ ہے کہ اس علم کا ماخذ ومصدر رب کائنات ہے،اور اس علم کا دائرہ کار، عالم غیب کی وہ دنیا ہے جہاں تک علم الحواس رسائی ناممکن ہے۔اس لیے علم انسانی کو علم الٰہی کی راہنمائی درکار ہے جس کے سائے میں وہ صحیح سمت میں ارتقاء پذیر ہوسکتا ہے۔قرآن مجید انسان کے لیے جو راستہ تجویز کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنے علم کی پاکیزگی اور تکمیل کے لیے دیگر ذرائع علم سے حاصل شدہ علم کو علم وحی کے تابع کردے۔یہ حقیقت قرآن مجید کے ہر صفحے پر نقش ہے مگر رسول کریمؐ کے قلب اطہر پر نازل ہونے والی پہلی وحی کی پہلی آیت میں اقرا باسم ربک کے الفاظ کے ذریعے تو خاص طور پر انسانی بصیرت کا سررشتہ علم الٰہی سے منسلک کردیا گیا ہے۔گویا قرآن کے تصور علم کے مطابق علم کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے انسانی علم اسی سے ماخوذ ہے اس لیے انسان کو علم نافع کے حصول کے لیے اپنے حواس، تعقل اور وجدان کو وحی الٰہی کے زیر اثر رکھنا چاہیے تاکہ نہ صرف وہ حقیقت کی تلاش میں صحیح رخ اختیار کرسکے بلکہ فلاح وکامرانی بھی اسے نصیب ہوسکے۔

نبی کریمؐ نے اسی فلسفہ تعلیم کی بنیاد پر نظام تعلیم کی بنیادیں فراہم کیں۔اس فلسفے کے مطابق علم اپنی اور دنیا وکائنات کی حقیقت سے آگہی، خالق کائنات کا تعارف اور اس سے تعلق کی بنیادوں سے واقفیت کا نام ہے۔۔۔معرفت زندگی، معرفت رب اور معرفت آخرت۔اس فلسفے پر مبنی تعلیم، تعلیم برائے زندگی ہے، تعلیم برائے علم ہے، وربرائے تعمیر شخصیت ہے، تعلیم برائے تہذیب ہے۔یہ تعلیم بنیادی اوصاف انسانی پیدا کرتی ہے اور اعلیٰ اوصاف انسانی کی آبیاری کرتی ہے۔یہ فلسفہ اگر تعلیمی نظام کی بنیاد بن جائے تو انسانی علم کے سارے خزانے یکسر تبدیلی سے آشنا ہوجائیں گے، پورے کا پورا انسانی فلسفہ انقلاب سے دوچار ہوجائے گا اور جدید دنیا کے سامنے ایک نیا تعلیمی تجربہ عمل میں آئے گا جس میں نہ کوئی فلسفے اور مذہب میں تصادم ہوگا نہ ہی سائنس اور تصوف میں کوئی اختلاف باقی رہے گا۔ٹھیک یہی وہ امتیاز ہے جو اسلامی نظام تعلیم کو دنیا بھر کے نظام ہائے تعلیم سے ممتاز ومنفرد کردیتا ہے۔اسی فلسفہ علم وتعلیم کی بدولت ہی آج کی اسلامی ریاست بھی فلاح اور عروج کی منزل حاصل کرسکتی ہے۔

ولایت، پادشاہی، علم اشیاء کی جہانگیری، یہ سب کیا ہیں فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں!

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

Guthrie, W. K. C., *The Sophists* (New York: Cambridge University Press, 1977), 262-263.

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

Jakob Andreae and Martin Chemnitz, *The Book of Concord* (Jermani1580).

۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

J. Cottingham, ed. *Meditations on First Philosophy*: *With Selections from the Objections and Replies* (revised ed.). (Cambridge University Press, 1996).

Nicholas P. Leveillee *"Copernicus, Galileo, and the Church: Science in a Religious World,"* INQUIRIES 05 (2011): 211-13

www.icr.org/article/science-man-god-johann-kepler,Retrieved on 4/12/2016, at: 2.20 PM.

William H. Austin"*Isaac Newton on Science and Religion"* ,Journal of the History of Ideas, 4 (October - December 1970): 521-542

۴۔ دیکھیے:

Shane Andre "*Was Hume An Atheist?*" , Hume Studies, Hume Society 1(April, 1993): 141-166.

Dan Graves, *Scientists of Faith*, (Kregel Resources: Grand Rapids, MI 1996), 86.

۵۔ تفصیل دیکھیے:

Morgan, George Allen., *What Nietzsche Means* (USA: Harvard University Press 1941), 36.

Gooch, Todd, "*Ludwig Andreas Feuerbach*", The Stanford Encyclopedia of Philosophy (Winter 2016 Edition), Edward N. Zalta (ed.),

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

https://plato.stanford.edu/archives/feurbach Marian Evans, trans., *The Essence of Christianity by Feurbach (*London: J. Chapman, 1854).

"Feuerbach (1804-1872): Religion and Humanistic Atheism" accessed December 5, 2016, www. people.bu.edu/wwildman/WeirdWildWeb/Ludwig Feurabach

6. Graeme Smith, *A Short History of Secularism* (I. B. Tauris, London 2008), 20.
7. Graeme Smith, *A Short History of Secularism,* 8.
8. George Jacob Holyoake, *The English Secularism: a confession of Faith*, (The Open Court Publishing Company, Chicago 1896),13-14.
9. George Holyoake, *The English Secularism,* 56.
10. George Holyoake, *The English Secularism,* 57.

۱۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

Robert Briffault, *The Making of Humanity (*London: G. Allen & Unwin ltd.1919), 189-90.

Philip K. Hitti, *History of the Arabs* (New Yark: Macmillan 1970), 3-5.

۱۲۔ الشمس ۹۱:۷،۸

۱۳۔ البقرہ ۲:۳۱، العلق ۹۶:۵

۱۴۔ مزید دیکھیں:

Grimbly, Shona, *Encyclopedia of the Ancient World* (Chicago : Fitzroy Dearborn Publishers 2000), 216.

Gilbert L. Mattos and Jerry Norman, trans., *Chinese writing by Qiu Xigui* (University of California, 2000), 29.

Frank Pierrepont, *History ofv Education*, (New Yark: Macmillan 1923), 24-26.

George. A. R.,*The Babylonian Gilmgamesh Epic* (Oxford University press 2003), 70.

۱۵۔ العلق ۹۶:۱۔۵، طٰہٰ ۲۰:۱۱۴، الجمعہ ۶۲:۲

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۶۔ دیکھیے ہابز کی کتاب کا عنوان:

Thomas Hobbes, *Leviathan* Or the Matter, Forme and Power of a Commonwealth Ecclesiastical and Civil: The Original Edition Of 1904 (Henkea 2016)

یہ لفظ بائبل میں ایک دیوہیکل سمندری جانور کے لیے استعمال ہوا ہے: Hebrew Bible, Job 41: 1, 41: 34

۱۷۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: Thomas Paine, *Common Sense* (USA: Dover Publications 1997).

(18). "welfare state" *Encyclopedia Britannica Online*, accessed January28,2013. http://www.britannica.com/EBchecked/topic/639266/welfare-state.

۱۹۔ المائدہ ۵:۱۰۰

۲۰۔ راغب اصفہانی، المفردات، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص:۳۸۶

۲۱۔ البقرہ ۲:۲۰۱

۲۲۔ ابونصر فارابی، آراء اهل المدینة الفاضلة (بیروت۔۱۹۵۹ء):۹۷، الماوردی، الاحکام السلطانیہ (مصر۔۱۹۶۰ء):۵،

۲۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

http://www.spaceandmotion.com/Philosophy-Education.htm, accessed on December 5, 2016.

۲۴۔ اقبال، کلیات (اردو) (شیخ غلام علی، لاہور) ۳۹۹، ۴۰۰۔

۲۵۔ النحل ۱۶:۷۸، النور ۲۴:۶۱، الانعام ۶:۱۰۳، التغابن ۶۴:۱۱

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.